میناپ میں شمولیت‘ باعث شرمندگی ہے!

چند دنوں پہلے‘ MENAP کے حوالے سے ایک مستند رپوٹ شائع ہوئی ہے۔ جس میں ہمارے ملک کو ان ممالک کے ساتھ نتھی کیا گیا ہے۔ جو پورے کرہ ارض میں غریب ترین ہیں۔ اس گروپ میں‘ شمالی افریقہ‘ افغانستان‘ پاکستان اور مشرق وسطی کے جنگ زدہ ممالک ہیں۔ کسی ابتر گروہ میں آنے کا ہمارا پہلی بار معاملہ وقوع پذیر نہیں ہوا۔ حقیقت میں ملک دیوالیہ ہونے کے بعد‘ ایسے گرداب میں قصداً بھیجا جا چکا ہے جہاں ملکی سالمیت مشکلات کا شکار ہے۔ میناپ کی رپورٹ نے غریب کی تعریف بھی بیان کی ہے۔ کوئی شخص جو تین ڈالر سے کم روزانہ کماتا ہے۔ حد درجہ مفلسی کا شکار ہے۔ ڈالر کو ملک کے روپے میں تبدیل کریں تو تین ڈالر‘ چھ سو روپے سے بھی کم ہیں۔ یعنی اوسط سطح پر جن کی آمدنی‘ چھ سو روپے روزانہ سے کم ہے‘ وہ اس کیٹیگری میں آ جاتا ہے۔ بات یہاں رکتی نہیں۔ بلکہ افسوس کا دریچہ یہاں سے کھلتا ہے۔ ان بدقسمت ممالک‘ جن کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ پاکستان میں‘ اس قبیح غربت کی تعداد 48 فیصد ہے۔ یعنی قحط زدہ ممالک کو بھی ہم پیچھے چھوڑ چکے ہیں۔ پوری دنیا اب اس امر کی قائل ہو چکی ہے۔ کہ ہمارا ملک ایک ناکام ریاست بن چکا ہے۔ ورلڈ بینک اور دیگر بین الاقوامی اداروں کی سکہ بند رپورٹوں کے مطابق‘ ہم اب ایک ناکام ریاست ہیں۔ یہ منفی ڈھلوان‘ گذشتہ چار برس میں ذلت آمیز تیزی سے طے کی جا رہی ہے۔ ترتیب سے دیکھیئے تو اب ہم افغانستان سے بھی غربت کے معاملے میں بے شرمی سے آگے نکل چکے ہیں۔ میناپ دراصل وہ ممالک ہیں‘ جن میں تباہ حالی کو بھڑاوا ہمارا پیارا ملک دے رہا ہے۔ یعنی باقی تمام بدنصیب ملکوں میں 57 فیصد غریب ہیں اور صرف ہمارے چاروں صوبوں پر مشتمل ملک میں 48 فیصد انتہائی غربت کا راج ہے۔ ان چار سالوں میں صرف ہمارے ملک میں غربت 6.4 فیصد بڑھی ہے۔ ورلڈ بینک نے یہ بات‘ ویسے ہی نہیں لکھ دی۔ بلکہ اس کی وجوہات بھی بیان کی ہیں۔ ظالمانہ مہنگائی‘ روپے کی قدر میں شرمناک کمی‘ 2022ء کے سیلاب‘ پٹرول اور ڈیزل کی قیمت میں چالیس فیصد تک اضافہ اور دہشت گردی شامل ہیں۔ ہمارے ملک کو ساؤ ایسٹ ایشیاء کے ممالک سے نکال کر‘ میناپ میں شامل کرنا‘ ایک ایسی قومی بے عزتی ہے۔ جس کا ادراک ہر صورت میں ہونا چاہیے۔

ہر دم بتایا جاتا ہے کہ ہم ایک زرعی ملک ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے۔ مگر یہ سب کچھ ماضی میں تھا۔ اگر حکومتی پالیسیوں کے حساب سے دیکھا جائے تو یہ ایک زراعت دشمن ریاست ہے۔ کسی بھی کسان سے پوچھ لیجیئے۔ ہر معاملہ معلوم پڑ جائے گا۔ زرعی ملک ہونے کے ڈھکوسلے کو بھی‘ اس رپورٹ میں عریاں کیا گیا ہے۔ ہم شدید غذائی قلت کا شکار ہو چکے ہیں۔ اب ہماری غذائی غیر تحفظ‘ یمن‘ غزہ‘ ڈیجبوتی کے نزدیک پہنچ چکا ہے۔ اس سے زیادہ المناک حقیقت اور کیا ہوگی۔ ہم کسی صورت میں بھی‘ اپنے ملک کی آبادی کے لئے‘ وافر گندم پیدا نہیں کرتے۔ اکثر اوقات‘ گندم‘ غیر ممالک سے قیمتی زرمبادلہ خرچ کر کے مجبوری میں منگوانی پڑتی ہے۔ اصل نکتہ یہ ہے کہ ہم شدید غذائی قلت کا شکار ہو چکے ہیں۔ پر تسلیم نہیں کرتے۔ موجودہ وزیراعظم تو کسی سنجیدہ سے سنجیدہ معاملہ پر بھی میڈیا کے سامنے نہیں جاتے۔ بلکہ کتراتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس کسی بھی سوال کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ملک کو بدحالی میں لانے کی ذمہ داری کا تعین کبھی نہیں ہوگا۔ مگر زبان زد عام ہے کہ مسلسل حکومت میں رہنے کے باوجود‘ وہ کوئی ایک گھمبیر مسئلہ بھی حل نہیں کر پائے۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق‘ غذائی قلت میں اضافہ کا امکان موجود ہے۔ یعنی ہم قحط کی طرف جا چکے ہیں۔ یہ رپورٹ کسی ملک دشمن نے ترتیب نہیں دی۔ بلکہ دنیا کے سب سے معتبر ادارے نے شائع کی ہے۔ ساتھ ساتھ‘ ایک اور بلا بھی ہمیں گرفت میں لے چکی ہے۔ بیرونی ممالک سے جو پاکستانی‘ زرمبادلہ بھجواتے تھے۔ رپورٹ کے مطابق‘ اس میں بھی شدید کمی متوقع ہے۔ ہمارے مزدور اور فنی ماہرین سب سے زیادہ مشرق وسطی کے امیر ممالک میں رزق حلال کما رہے ہیں۔ ہر ماہ‘ اپنے اہل خانہ کے لئے پیسے بھجواتے ہیں۔ سچ پوچھیے تو یہ ملک مزدوروں کی کمائی پر ہی چل رہا ہے۔ ہماری مکمل طور پر ناکام خارجہ پالیسی نے‘ ہمارے محنت کشوں کے لئے‘ بیرون ممالک میں بھی مسائل پیدا کر ڈالے ہیں۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک کی حالیہ جنگ میں ہم ایک ایسے ملک کے ساتھ جا لگے ہیں۔ جس نے پاکستان میں پیسے خرچ کر کے افغان جہاد کروایا۔ لاکھوں لوگوں کو برباد کیا۔ ہمارے ملک میں‘ آزاد سوچ کی بیخ کنی کی۔ ہمیں یہ بھی یاد نہیں۔ کہ یو اے ای میں لاکھوں پاکستانی کام کر رہے ہیں۔ ملک میں ڈالر بھیج رہے ہیں۔ اس سچ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے‘ ہم نے اس ملک کے ساتھ بھی دشمنی کی داغ بیل ڈال دی ہے۔ اس کا انجام سادہ سا ہے۔ ہماری تمام لیبر کو وہاں سے نکالنے کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ ان کی جگہ ہندوستان‘ بنگلہ دیش سے لوگ منگوائے جا رہے ہیں۔ ملک میں اس امر سے جو بے روزگاری کا طوفان اٹھے گا۔ اس کے آثار بالکل سامنے موجود ہیں۔ مگر کسی کو کچھ بھی پرواہ نہیں۔

اس رپورٹ کو تھوڑی دیر کے لئے بھول جایئے۔ سیاسی‘ اقتصادی نظام پر غور فرمایئے۔ ورلڈ بینک کے علاوہ‘ بین الاقوامی سطح کے‘ ان گنت ادارے ایسے ہیں‘ جو ہمارے لئے خطرے کی گھنٹی مسلسل بجا رہے ہیں۔ اقتصادی گراوٹ‘ کرپشن‘ سیاسی عدم استحکام کی طرف اشارے کر رہے ہیں۔ دنیا اس بات پر پریشان ہے۔ کہ خدانخواستہ اگر ہمارے ملک کو کچھ ہوتا ہے۔ تو ہمارے ایٹمی اثاثے غلط ہاتھوں میں جا سکتے ہیں۔ یہ خدشہ نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے لئے ابتر حالات سب کے سامنے ہیں۔ آنے والے حادثے کے متعلق بات کرنا‘ غداری نہیں‘ بلکہ عین حب الوطنی ہے۔ آج سے دس بارہ سال پہلے کوئی کہہ سکتا ہے کہ ملک کی کشتی ہر لحاظ سے اتنی ڈاواں ڈال ہو جائے گی۔ مگر آج مصیبت عفریت بن کر ہمارے سامنے کھڑی ہے۔ کیا کوئی سوچ سکتا تھا۔ کہ وہ طالبان‘ جن کو بنایا ہی ہمارے عسکری اداروں نے ہے۔ ہمارے ہی خلاف خانہ جنگی میں مصروف ہو جائیں گے۔ جناب‘ یہ سب معاملات‘ بگاڑ کی صورت حال کی طرف بار بار اشارہ کر رہے ہیں۔ حکمران طبقہ ہے کہ وہ نیرو کی طرح‘ چین کی بانسری بجا رہا ہے۔

ہمیں غور کرنا ہوگا۔ حل نکالنے ہوں گے۔ تکلیف کی بات یہ ہے کہ ہمارے پاس اتنی ادنیٰ قیادت ہے جو اپنی ناک سے آگے نہیں دیکھ پاتی۔ جو ہر مغربی فورم پر‘ خاندان کو سرکاری جہاز پر لے جا کر‘ ہمارے پیسوں سے حد درجہ پر تعیش زندگی گزارتے ہیں۔ ہمارے وفد نیویارک کے جس ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں۔ اس کا ایک بڑے کمرے کا کرایہ پانچ سے پندرہ ہزار ڈالر ہے۔ درجنوں افراد‘ سرکار کے خرچے پر وہاں‘ قیام فرماتے ہیں۔ ذرا اپنے ہمسایہ ملک کی اقتصادی صورت حال کو سامنے رکھیے۔ ان کی جی ڈی پی کی شرح نمو 7.8 فیصد ہے۔ ہندوستان نے پوری دنیا میں اپنے عوام کو غربت سے نکالنے کا حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تقریباً تیس کروڑ شہریوں کو خطِ غربت سے اوپر لایا گیا ہے۔ دیہی غربت کو اٹھارہ فیصد سے کم کر کے صرف تین فیصد کر دیا گیا ہے۔ چار ڈالر روزانہ کمانے والے افراد دس برس پہلے 57.7 فیصد تھے۔ آج ان کی شرح 2.8 فیصد ہے۔ شہری غربت دس فیصد سے کم ہو کر صرف اور صرف ایک فیصد ہو چکی ہے۔ آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ ہمسایہ ملک ہر میدان میں ہم سے آگے نکل چکا ہے۔ ان کی خارجہ پالیسی‘ صرف اور صرف اپنے ملکی مفاد میں ہے۔ امریکہ‘ روس‘ چین‘ اسرائیل‘ ترکی اور سعودی عرب‘ تمام کے تمام سے ان کی کھربوں ڈالر کی تجارت ہے۔ فارن کرنسی ذخائر‘ 734 بلین ڈالر ہیں۔ اور ہم اکیس بلین ڈالر پر بغلیں بجا رہے ہیں۔ اور یہ بھی ہم نے مختلف ممالک سے قرض کی صورت میں حاصل کیے ہوئے ہیں۔ ایک ہی وقت میں آزاد ہونے والے ممالک میں آج کتنا فرق آ گیا ہے۔ اس کا جواب تلاش کرنا سب سے آسان ہے۔ آپ خود بڑے آرام سے طے کر سکتے ہیں۔ کہ ہماری زبوں حالی کی کیا وجہ ہے اور ہندوستان کیونکر ترقی کر رہا ہے۔

غربت‘ جہالت‘ مذہبی تشدد پسندی‘ دہشت گردی‘ بیرونی جنگوں میں بلاضرورت شرکت‘ وہ بلائیں ہیں۔ جنہیں ہم نے بڑی محنت سے گود لیا ہے۔ اب ہم یمن کی جنگ میں شامل ہو چکے ہیں۔ مغربی اخبارات مسلسل لکھ رہے ہیں کہ ہماری فضائیہ‘ یمن میں مصروف کار ہے۔ خدارا ماضی سے سبق سیکھیے۔ اپنے ملک کی قدر کیجیئے۔ اگر خدانخواستہ‘ اس کو کوئی مسئلہ ہوا۔ تو اشرافیہ کے ٹھاٹ بھاٹ بھی دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ ابھی تو میناپ کے مطابق ہم یمن‘ شام اور ڈیجبوٹی کی فہرست میں آئے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو‘ کہ تنزلی کے اس سفر میں ہم‘ ان پسماندہ ترین ممالک کو بھی پیچھے چھوڑ دیں۔ اور دنیا کے مفلس ترین ملک بن جائیں۔ میناپ میں شامل ہونا باعث شرم ہے۔ مگر اس پر ہمارے ’’میرٹ‘‘ پر آئی ہوئی ملکی قیادت کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ اگلا عذاب کیا ہوگا۔ سوچتے ہوئے بھی خوف آتا ہے؟